مولانا محمد اکرم مدنی
مدرس جامعہ سلفیہ

ترجمۃ القرآن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی

﴿قولہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا﴾ (النساء:۴۱) ''پس کیا حال ہوگا جس وقت کہ ہر امت میں سے ایک گواہ ہم لائیں گے اور آپ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔''

قولہ تعالیٰ ﴿یایھا النبی انآ ارسلناک شاھدا و مبشرا و نذیرا﴾ ''اے نبی علیہ السلام یقیناً ہم نے آپ کو (رسول بنا کر) گواہی دینے والا' خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ (الاحزاب:۴۵)

مختلف مفسرین نے ان آیات کی تفسیر میں مندرجہ ذیل وضاحت فرمائی ہے۔ ہر اُمت میں سے اس کا پیغمبر اللہ کی بارگاہ میں گواہی دے گا۔ یا اللہ ہم نے تیرا پیغام اپنی قوم کو پہنچا دیا تھا۔ اب انہوں نے نہیں مانا تو ہمارا کیا قصور؟ پھر ان سب پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں گے کہ یا اللہ یہ سچے نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ گواہی قرآن کی وجہ سے دیں گے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور جس میں گزشتہ انبیاء اور ان کی قوموں کی سرگزشت بھی حسب ضرورت بیان کی گئی ہے۔ یہ ایک سخت مقام ہوگا۔ اس کا تصور ہی لرزہ براندام کر دینے والا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے قرآن سننے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ وہ سناتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بس اب کافی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ (صحیح بخاری' فضائل القرآن)

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ گواہی وہی دے سکتا ہے جو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس لیے وہ لفظ ''شہید'' کا معنی حاضر ناظر کرتے ہیں اور یوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر باور کراتے ہیں۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر ناظر سمجھنا یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی صفت میں شریک کرنا ہے' جو شرک ہے۔ کیونکہ حاضر ناظر صرف اللہ کی صفت ہے۔ شہید کے لفظ سے ان کا استدلال اپنے اندر کوئی قوت نہیں رکھتا۔ اس لیے کہ شہادت یقینی علم کی بنیاد پر بھی ہوتی ہے اور قرآن میں بیان کردہ حقائق و واقعات سے زیادہ یقینی علم کس کا ہو سکتا ہے۔ اس یقینی علم کی بنیاد پر خود امت محمدیہ کو بھی قرآن نے ہی شہداء علی الناس (تمام کائنات کے لوگوں پر گواہ) کہا ہے۔ اگر گواہی کیلئے حاضر ناظر ہونا ضروری ہے تو پھر امت محمدیہ کے ہر فرد کو حاضر ناظر ماننا پڑے گا۔ (تفسیر اردو حافظ صلاح الدین یوسف۔ ص:۹۲۳)

اسی طرح سورۃ الاحزاب کی آیت کریمہ ﴿انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا﴾ کے تحت رقمطراز ہیں۔ کہ بعض لوگ شاہد کے معنی حاضر و ناظر کے کرتے ہیں۔ جو قرآن کی تحریف معنوی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی گواہی دیں گے۔ ان کی بھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور ان کی بھی جنہوں نے تکذیب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اہل ایمان کو ان کے اعضائے وضوء سے پہچان لیں گے۔ جو چمکتے ہوں گے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیگر انبیاء علیہم السلام کی گواہی دیں گے کہ انہوں نے اپنی اپنی قوموں کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ گواہی اللہ کے دیئے ہوئے یقینی علم کی بنیاد پر ہوگی۔ اس لیے نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہے ہیں۔ یہ عقیدہ تو نصوص قرآن کے خلاف ہے۔ (تفسیر سورۃ الاحزاب: ص۱۸۳)

قولہ تعالیٰ ﴿وکذلک جعلناکم امۃ وسطا لتکونو شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا﴾ ''اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امت وسط (عادل) بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم پر گواہ ہو۔''

(بقیہ ۴۴ صفحہ پر)

ترجمۃ الحدیث

بچوں کی تعلیم وتربیت کی اہمیت

﴿عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال اخذ الحسن بن علی رضی اللہ عنھما تمرۃ من تمر الصدقۃ فجعلھا فی فیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کخ کخ ارم بھا اما علمت ان لا ناکل الصدقۃ﴾ (متفق علیہ' صحیح بخاری' کتاب الزکوٰۃ' صحیح مسلم' کتاب الزکوٰۃ) ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے صدقے کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے فرمایا اسے پھینک دو' کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ہم صدقے کی چیز نہیں کھاتے۔''

قارئین کرام! مندرجہ بالا حدیث سے کئی ایک مسائل معلوم ہوتے ہیں:

☆ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لیے صدقہ حلال نہیں تھا۔

☆ بچوں کی تعلیم وتربیت کا پہلو بھی واضح ہے۔ بچوں کو جن چیزوں سے روکنا ضروری ہے والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ ان کا خیال رکھیں اور انہیں ان چیزوں سے روکتے اور سمجھاتے رہیں۔

☆ صدقے کا مال تو امانت ہے جن گھروں اور اداروں میں یہ جمع ہو ان کے مسئولین کا فرض ہے کہ وہ اس کی حفاظت کریں اور اصل مستحقین تک اسے پہنچائیں اور اپنے عزیز و اقارب کی دست برد سے اسے بچائیں۔

بچوں کی تعلیم وتربیت میں نماز کی پابندی اور اس کی حفاظت نہایت ضروری ہے اور اس سلسلے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم واضح طور پر احادیث کی کتب میں موجود ہے۔ جیسا کہ آپ کا فرمان ہے ﴿مروا اولادکم بالصلاۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر وفرقوا بینھم فی المضاجع﴾ (صحیح سنن ابی داؤد' کتاب الصلاۃ) کہ جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کی تلقین کرو اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو اس پر انہیں سرزنش کریں اور ان کے درمیان بستروں میں تفریق کر دو۔

مذکورہ حدیث سے جہاں نماز کی اہمیت واضح ہے' وہاں یہ بات بھی واضح ہے کہ بچوں کی تعلیم وتربیت کے نقطۂ نظر سے انہیں سزا دینا اور سرزنش کرنا جائز ہے لیکن یہ مار اور سزا وحشیانہ انداز سے نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس طریقے سے ہو کہ بچوں کی تربیت بھی ہو جائے اور انہیں کوئی جسمانی نقصان بھی نہ پہنچے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت میں دیگر آداب زندگی کے ساتھ ساتھ کھانے کے آداب کی تعلیم وتربیت نہایت ضروری ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن ابی سلمہ کو کھانے کے آداب کی تعلیم دی۔ وہ خود فرماتے ہیں ﴿کنت غلاما فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت یدی تطیش فی الصحفۃ فقال رسول اللہ ﷺ یاغلام سمّ اللہ تعالیٰ کل بیمینک وکل مما یلیک فما ذالت تلک طعمتی بعد﴾ (متفق علیہ) کہ میں بچہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیر پرورش تھا اور میرا ہاتھ (کھاتے وقت) پیالے میں گھومتا تھا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لڑکے اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ پس اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ یہی رہا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔